مسئلۂ سود

اور

غیر سودی مالیات

محمّد اکرم خان

(قسط سوم)

VII-مکانات کے لئے سرمایہ کاری

رہائشی مکان ہر انسان کی ضرورت ہے' لیکن اس کی تعمیر میں اتنا سرمایہ درکار ہوتا ہے کہ ایک انسان کے لئے اسے فراہم کرنا آسان نہیں۔ چنانچہ متوسط اور نچلے درجے کے لوگوں کو مکان کی تعمیر کے لئے مالی اعانت کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج کل پاکستان میں اس غرض کے لئے ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کام کر رہی ہے۔ جب 1980ء کے عشرہ میں ملک میں اسلامی معاشی نظام کی جدّوجہد شروع ہوئی تو اس کارپوریشن نے "کرایہ میں شرکت" کی بنیاد پر لوگوں کو سرمایہ فراہم کرنا شروع کیا۔ تقریباً 10 سال کے تجربہ سے اسے معلوم ہوا کہ اس کی اوسطاً شرح آمدن 5 فیصدی سے بھی کم ہے' جب کہ خود اسے سٹیٹ بینک سے سرمایہ 9 فیصدی شرح سود پر ملتا ہے' چنانچہ اب اس کارپوریشن نے اپنے طریق کار میں ایسی تبدیلیاں کی ہیں کہ نام تو کرایہ میں شرکت ہی کا رکھا ہے لیکن عملاً جو بھی کوئی اس سے سرمایہ لیتا ہے اسے ایک مقررہ رقم زائد لوٹانا پڑتی ہے۔ اس طرح سے یہ کارپوریشن دوبارہ سود کی طرف لوٹ آئی ہے۔ اس کے علاوہ اس کارپوریشن کے اربوں روپے لوگوں کے ذمہ واجب الادا ہیں' جنہیں واپس لینے کے لئے اسے بہت جدوجہد کرنا پڑ رہی ہے اور اس کے اخراجات میں بھی بہت اضافہ ہو رہا ہے۔

ہماری تجویز یہ ہے کہ یہ کارپوریشن یا دیگر بینک جو اس کاروبار میں حصہ لینا چاہیں وہ بڑی بڑی ہاؤسنگ کمپنیوں سے رابطہ رکھیں۔ یہ بڑی بڑی کمپنیاں پبلک لمیٹڈ ہوں اور یہ زمین تیار کر کے اس پر مکان بنا کر فروخت کریں۔ ان میں باہمی مسابقت سے مکانات کی قیمتیں بھی متوازن رہیں گی۔ یہ کمپنیاں اقساط پر مکان فروخت کریں اور جس قدر ان کا سرمایہ اقساط میں فروخت شدہ مکانات میں لگا ہوا اس کا ایک بڑا حصہ بینک یا ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن انہیں نفع و نقصان میں شرکت کی بنیاد پر دے۔ یہ کمپنیاں اس سرمایہ کو حاصل کرنے کے لئے مضاربہ سرٹیفکیٹ جاری کریں یا بیع بالاقساط سرٹیفکیٹ (Instalment Sales Certificates) جاری کریں۔ بینک یا دوسرے مالیاتی ادارے ان سرٹیفکیٹس کے بدلے میں سرمایہ فراہم کریں۔ چونکہ یہ بڑے ادارے ہوں گے' ان کے حسابات پیشہ ور اکاؤنٹنٹ تیار کریں گے اور چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ان کا آڈٹ کریں گے' لہٰذا بہت کم احتمال ہے کہ ان میں گڑبڑ ہو۔ اس طرح سے "کرایہ میں شرکت" کا فرضی افسانہ گھڑنے کی ضرورت بھی پیش نہ آئے گی اور مالیاتی ادارے کا سرمایہ بھی ضائع ہونے کا احتمال کم ہو جائے گا۔

اس سلسلہ میں یہ ذکر کرنا از حد ضروری ہے کہ مکانات تعمیر کرنے والی کمپنیوں کے لئے لازمی ہو گا کہ وہ نقد اور ادھار قیمتوں میں کوئی تفاوت نہ کریں' ورنہ اس کاروبار میں سود در آئے گا۔

اس سرمایہ کاری کی ایک متبادل راہ یہ ہے کہ تعمیرات والی کمپنیاں مختلف قسم کے خام مال جیسے سریا' سیمنٹ' سینٹری فٹنگ' سامان بجلی وغیرہ کے لئے ان چیزوں کی صنعتوں سے مال ادھار پر لیں اور یہ صنعتیں اس ادھار کے ایک حد تک بینکوں یا مالیاتی اداروں سے نفع و نقصان کی شرکت پر سرمایہ (Re-finance) لیں۔ اس طرح ان تعمیراتی اداروں کو مکانات کی تعمیر کے لئے بھی فنانس ملے گا اور ادھار فروخت کرنے پر بھی۔ اور یہ کاروبار ترقی پذیر ہو گا۔

VIII- موجودہ نجی قرضے

حکومت اپنی صرفی اور پیداآوری ضرورتوں کے لئے اپنے لوگوں سے بھی قرض لیتی ہے۔ اس کی سب سے عام مثال تو نیشنل سیونگ سکیمز اور پرائز بانڈ ہیں' لیکن بالواسطہ تو یہ قرض بینکوں اور سٹیٹ بینک سے بھی لئے جاتے ہیں۔ جون 93ء تک نجی قرضوں کا حجم 601 ارب روپے تھا۔ یہ قرضے مختلف شرح سود پر لئے گئے ہیں' البتہ یہ واضح رہے کہ نجی قرضوں پر اوسطاً شرح سود 91-1990ء میں 8.1 فیصد تھی جبکہ بیرونی قرضوں پر اوسط شرح صرف 2.84 فی صدی تھی۔ یعنی اپنے لوگ حکومت کو قرض باہر کے لوگوں کی نسبت تقریباً تین گنا شرح پر دے رہے تھے۔ ۱۸

اس سلسلے میں یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں :

(ا) موجودہ نجی قرضوں کا کیا جائے ؟

(ب) آئندہ کے لئے حکومت اپنی ضرورتیں کیسے پوری کرے ؟

بلاشبہ یہ مشکل سوالات ہیں اور ان کا حتمی حل تو عملی طور پر بتدریج ڈھونڈنا پڑے گا لیکن چند ایک تجاویز یہ ہیں:

(ا) جن لوگوں نے اپنا سرمایہ سود پر لگایا ہوا ہے وہ اس پر سود وصول کرتے رہے ہیں' لہٰذا ایک مقررہ تاریخ کے بعد اس پر سود ختم کر دیا جائے۔ البتہ اس تاریخ تک کا اصل اور سود حکومت کی ذمہ داری رہے۔ چونکہ حکومت کے لئے اتنی بڑی رقم واپس کرنا ممکن نہیں ہے لہٰذا حکومت اس قرضے کے بدلے اپنی کارپوریشنز' تجارتی اداروں اور املاک کے ملکیتی حصص جاری کرے۔ اس کا ایک طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ حکومت ایک فنڈ قائم کرے جس کے اثاثہ جات حکومت کے تجارتی اداروں کے اثاثہ جات پر مبنی ہوں' اور حکومت موجودہ قرض خواہوں کو اس فنڈ کے حصص جاری کر دے۔ یہ حصص بتدریج نقد میں تبدیل کئے جانے کی گنجائش بھی ہو اور ان کا لین دین

سٹاک ایکسچینج پر بھی ہو۔ جن کو جلدی رقم کی ضرورت ہو وہ سٹاک ایکسچینج پر ان حصوں کو فروخت کردیں۔

(ب) آئندہ کے لئے تمام نیشنل سیونگ سکیمز اور پرائز بانڈ یا دیگر سودی بانڈ بند کردیئے جائیں۔ اس کے برعکس حکومت بہت سے میوچل فنڈ قائم کرنے کی حوصلہ افزائی کرے۔ یہ فنڈز باقاعدہ ایک قانون کے تحت قائم ہو' حکومت ان کے انتظامات کے لئے اس طرح تحفظات فراہم کرے جس طرح نیشنل سیونگ سکیمز اور تجارتی بنکوں کے لئے کرتی ہے' عام لوگوں کے لئے بچت کو رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ یہ میوچل فنڈ ہی ہوں اور حکومت کو بھی ان فنڈز میں سے ادھار مل سکے' البتہ یہ پابندی رہے کہ حکومت اس سے ایک حد (مثلاً 20 فی صدی) سے زیادہ ادھار نہ لے سکے۔ اس پابندی کے لئے بھی پارلیمنٹ سے قانون پاس کروانا ضروری ہے تاکہ حکومت کی خسارہ کی سرمایہ کاری پر بھی کوئی قدغن لگ سکے۔

IX- حکومتی کاروبار سے سود کا خاتمہ

حکومتی کاروبار سے سود کا خاتمہ حسب ذیل پروگرام سے کیا جاسکتا ہے۔

(ا) حکومت سٹیٹ بینک سے جو قرض لیتی ہے اس پر سود ختم کردے کیونکہ وہ سود اصل میں حکومت کی آمدنی ہی ہوتا ہے۔ سٹیٹ بینک حکومت کی ملکیت ہے' لہٰذا ان قرضوں پر سود تو محض کاغذی حساب فہمی ہی ہے۔ اسے ختم کرنے کے لئے کوئی اور تبدیلی لانے کی ضرورت نہیں۔

(ب) مرکزی حکومت جو قرضے صوبائی حکومتوں کو دیتی ہے اس میں وہ قرضے جو بیرونی ممالک سے حاصل کئے گئے ہوں' ان کو چھوڑ کر باقی قرضوں پر سود بلاتردد ختم کیا جاسکتا ہے' کیونکہ یہ بھی محض کاغذی حساب فہمی ہے۔ جہاں تک بیرونی قرضوں پر سود کا تعلق ہے تو اس مسئلہ کا تعلق بیرونی قرضوں سے ہے' اس کو ہم نے علیحدہ

سے موضوع بحث بنایا ہے' بیرونی قرضوں پر سود ختم ہونے سے صوبائی حکومتوں پر سے بھی یہ بوجھ اتر جائے گا۔

(ج) ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ سے سود ختم کردیا جائے۔ اگر حکومت ملازمین کو ان کی ریٹائرمنٹ کے وقت کوئی مدد دینا چاہتی ہے تو وہ پنشن گرانٹ کے نام سے ایک رقم دے سکتی ہے جس کا تعلق جی پی فنڈ سے نہ ہو۔ اس کے باقاعدہ قواعد و ضوابط بنائے جاسکتے ہیں۔ حکومت چاہے تو ملازمین کے فنڈز کو سرمایہ کاری میں لگانے کے لئے ایک بورڈ مقرر کردے اور یہ بورڈ اس فنڈ سے حاصل ہونے والے منافع سے ملازمین کو گرانٹ دے۔

(د) بچت کی سکیموں سے سود کے مسئلہ کو ہم نے اس کتابچہ میں الگ سے بھی ذکر کیا ہے۔ مختصر یہ کہ عام لوگوں کے لئے بہت سے میوچل فنڈز میں پیسہ رکھنا ممکن ہو اور حکومت بوقت ضرورت ایک حد تک انہی فنڈز سے قرض حسن کے طور پر کچھ رقم قرض لے لے۔

(ہ) حکومت تجارتی بینکوں سے بھی ان کے ریزرو کا ایک حصہ بلاسود قرض کی بنیاد پر لے سکتی ہے۔ اس میں کوئی دشواری نہیں ہونا چاہئے۔

(و) حکومت اپنے ملازمین کو مختلف قسم کے اثاثہ جات جیسے مکان' سواری وغیرہ کے خریدنے کے لئے سود پر قرض دیتی ہے۔ اس سلسلہ کو بند کرکے یہ قرض بلاسود کر دینے چاہئیں' کیونکہ حکومت کو اس مد سے معمولی سی آمدن ہوتی ہے' اس کے ختم ہونے سے حکومت کی آمدنی میں کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔

X- بین الاقوامی لین دین

ایک سوال یہ ہے کہ بلاسود معیشت بین الاقوامی لین دین کیسے کرے؟ بین الاقوامی لین دین کی دو شکلیں ہیں :

ا۔ درآمدات / برآمدات میں سود

ب۔ غیر ملکی قرضوں پر سود

ا۔ درآمدات / برآمدات میں سود

پہلے درآمدات کو لیتے ہیں۔ اس میں سود اس طرح داخل ہوتا ہے کہ بیرون ملک کی فرم جو مال پاکستان میں بھیجتی ہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ جونہی وہ مال روانہ کرے اسے رقم مل جائے۔ ادھر پاکستانی امپورٹر کا مسئلہ یہ ہے کہ جب تک مال نہ ملے رقم کیسے ادا کرے۔ اس غرض کے لئے پاکستانی امپورٹر ایک نامۂ اعتبار (Letter of Credit) کھولتا ہے' جس کے ذریعہ سے پاکستان کا ایک بینک بیرون ملک مال بھیجنے والے کے بینک کو ضمانت دیتا ہے کہ مال بھیجنے کی صورت میں پاکستانی بینک اس کی ادائیگی کا ضامن ہے۔ اس ضمانت کے باوجود پاکستانی بینک مال وصول ہونے تک رقم نہیں بھیجتا۔ جب مال پہنچنے کی اطلاع آتی ہے تو پاکستانی تاجر رقم ادا کر کے بینک سے کاغذات لیتا ہے اور مال چھڑواتا ہے' ادھر پاکستانی بینک' بیرون ملک بینک کو ادائیگی کر دیتا ہے۔ اس سارے کام میں 3 سے 6 ماہ تک بھی لگ جاتے ہیں' لہٰذا بیرون ملک سے مال بھیجنے والا اس وقت کا سود وصول کرتا ہے۔

اس صورت حال سے نبٹنے کا ایک حل یہ ہے کہ پاکستانی تاجر جب مال بک کرے اسی وقت ساری رقم بینک کو ادا کر دے اور پاکستانی بینک بیرون ملک بینک کو یہ رقم بھجوا دے۔ ادھر بیرون ملک بینک اس بات کی ضمانت دے کہ اگر کسی وجہ سے مال نہ پہنچا' یا اس میں کوئی کمی ہوئی تو وہ رقم واپس کر دے گا۔ بیرون ملک بینک یہ ضمانت اپنے کاروباری سے طے کر کے دے گا اور اس کی ایک فیس بھی لے سکتا ہے۔ اس طرح سے یہ تجارت نقد ہو جائے گی۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ پاکستانی تاجر کے لئے اتنی رقم اتنے عرصہ کے لئے لگانا شاید ممکن نہ ہو تو جیسا کہ اس مقالہ میں پہلے لکھا جا چکا ہے' اس

صورت میں پاکستانی تاجر پاکستانی بینک سے نفع و نقصان کی شرکت کے اصول پر سرمایہ لے سکتا ہے۔ وہ پاکستانی فرمیں جو اس کام کے لئے سرمایہ لینا چاہیں وہ مضاربہ سرٹیفکیٹس جاری کریں، جو کہ سٹاک ایکسچینج پر فروخت ہو سکتے ہوں۔

رہا معاملہ برآمدات کا تو ان کے لئے بھی یہی طریق کار طے کیا جا سکتا ہے، بلکہ جب پاکستانی بینک اور بیرون ملک بینک اس طرح کے کاروبار میں لگیں گے تو دونوں طرف حساب فہمی کاغذات کے ذریعے ہی ہو جایا کرے گی اور بہت تھوڑی رقم ایک ملک سے دوسرے ملک جائے گی۔

برآمدات کی شکل میں بینکوں سے نفع و نقصان میں شرکت اور بھی آسان ہو گی، کیونکہ برآمدات کی قیمت معلوم ہوتی ہے، اور بینک ان کی لاگت کی پڑتال کرنے کے بعد متوقع منافع کا حساب لگا کر طے کر سکتے ہیں کہ انہیں ایسے کاروبار میں سرمایہ لگانا چاہئے یا نہیں۔ چونکہ اس کاروبار میں بینک مضاربہ سرٹیفکیٹس خریدیں گے، لہٰذا ان کو سہولت ہو گی کہ جب چاہیں انہیں سٹاک ایکسچینج پر فروخت کر لیں۔ مزید برآں برآمدات اور درآمدات کا کاروبار کرنے والی کمپنیاں چونکہ بڑی ہوتی ہیں، لہٰذا ان کے حسابات باقاعدہ ہوتے ہیں اور اس کا احتمال کم ہو گا کہ وہ ان میں گڑبڑ کریں۔ بہرحال بینکوں کو یہ اختیار رہے گا کہ وہ جس فرم کے حسابات چاہیں تفصیل سے دیکھ لیں۔

ب- بین الاقوامی قرضے

جہاں تک مستقبل کے قرضوں کا تعلق ہے وہ تو ہر صورت میں بلاسود ہونے ضروری ہیں اور کسی حال میں بھی سود پر نہ لئے جائیں۔ سرمایہ لگانے والے بین الاقوامی اداروں سے سرمایہ کا حصول نفع و نقصان میں شرکت یا مالکانہ حصص کی فروخت کے اصول پر ہو۔ بہت سے پراجیکٹس جن کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہوتی

ہے نفع بخش ہوتے ہیں اور حکومت ان میں نفع و نقصان میں شرکت کی بنیاد پر سرمایہ حاصل کر سکتی ہے۔ البتہ ایسے قرضے جو نفع بخش کاموں کے لئے نہیں ہیں' جیسے کہ دفاع وغیرہ تو ان میں سود کی ادائیگی کی بجائے مال دفاع کی جو بھی قیمت طے پا جائے حکومت اسے دینے کی پابند رہے' اس پر سود دینا قبول نہ کرے۔ یہ سوال کہ کیا ان بنیادوں پر مال دفاع مل جائے گا یا نہیں' ایک عملی سوال ہے' اور جب تک اس کی کوشش کر کے نہ دیکھ لی جائے ہم حالتِ اضطرار میں داخل نہیں ہو سکتے۔ جس طرح بغیر کوشش کئے کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ایسی شرائط پر مال نہیں مل سکتا اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ "مل سکتا ہے"۔ بہرحال ایک سچے مسلمان معاشرے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کے لئے جدّوجہد کرے۔

اب مسئلہ ہے موجودہ بین الاقوامی قرضوں کا۔ اس کا کوئی آسان حل تو نہیں ہے' البتہ ہر معاملہ کو تفصیل سے دیکھنا ہو گا۔ جن سے قرضہ لیا گیا ہے ان سے اس کے مبادلہ (Conversion) کی بات کرنا ہوگی' تاکہ وہ اس کو مالکانہ حصص (Equity) میں بدل لیں' جہاں جہاں کہ یہ سرمایہ نفع بخش کاموں میں لگا ہے' جیسے ٹیلی کمیونی کیشن' سوئی گیس' بجلی وغیرہ۔ البتہ وہ جگہیں جہاں یہ قرضے نفع آور کاموں پر نہیں لگے' اس کے لئے گفت و شنید کے ذریعے کوئی حل نکالنا ضروری ہو گا۔ ایک حل ایسا ہے جس کو ورلڈ بینک نے بہت تحفظ دیا ہے اور دنیا بھر میں اس کا کچھ چلن ہے۔ اس کو "قرض و مالکانہ حصص کا مبادلہ" (Debt-Equity Swap) کہتے ہیں۔ اس کی شکل یوں ہے :

(ا) فرض کیجئے حکومت پاکستان نے کسی بیرونی بینک کا قرض دینا ہے اور یہ قرض 100 ملین ڈالر ہے۔ کوئی باہر کا ادارہ' کمپنی یا پاکستانی شہری بیرون ملک قرض خواہ بینک سے یہ قرض 55 ملین ڈالر میں خرید لیتا ہے۔ بینک کے لئے 55 ملین ڈالر کا مِل جانا بھی غنیمت ہے۔ اب جو یہ قرض خریدتا ہے اسے یہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ

وہ اس قرض کے برابر یا کسی کم و بیش رقم پر روپوں میں حکومت پاکستان سے ادائیگی وصول کرے۔

(ب) یہ ادائیگی روپوں میں ہوگی اور رائج الوقت شرح مبادلہ پر ہوگی۔

(ج) ان روپوں سے ایک کمپنی وجود میں لائی جائے گی جو کہ کوئی صنعت پاکستان میں قائم کرے گی، جس میں پاکستانی افراد کو روزگار ملے گا۔

(د) یہ کمپنی باہر سے مزید سرمایہ اور ٹیکنالوجی لاسکے گی۔

(ہ) اس کمپنی کو انکم ٹیکس اور دوسرے قواعد میں کچھ رعایتیں حاصل ہوں گی اور یہ اپنا منافع ملک سے باہر لے جاسکے گی اور برآمدات بھی کرسکے گی۔

قرض و مالکانہ حصص کے مبادلہ کا یہ طریقہ حال ہی کے سالوں میں رائج ہوا ہے۔ ہمیں اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں معلوم ہوتی (واللہ اعلم)۔ حکومت اس طریقہ پر عمل کے بارے میں بھی سوچ سکتی ہے۔

یہ بات البتہ واضح ہونی چاہئے کہ قرض اندرونی ہو یا بیرونی، اس پر سود کی ادائیگی ہر حال میں شریعت کے منافی ہے، اور حکومت کو جرأت کے ساتھ سود کی ادائیگی بند کر دینا چاہئے۔

ضمناً یہ بات بھی نوٹ فرمائی جائے کہ جو بیرونی قرضے حکومت لیتی ہے ان میں سے بہت سے قرضوں کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے، مثلاً حکومت ان کاموں کے لئے قرضے لیتی ہے :[19]

(i) پرائمری سکولوں کے لئے

(ii) دیہاتوں میں بجلی پہنچانے کے لئے

(iii) زراعت کے توسیعی پروگرام کے لئے

(iv) حفاظتی ٹیکوں کے پروگرام کے لئے

(v) کھیتوں میں نالیاں پکی کرنے کے لئے

(vi) نرسوں کے سکول کھولنے کے لئے
(vii) اکاؤنٹنگ اور آڈٹ کی ٹریننگ کے لئے
(viii) سڑکوں کی تعمیر کے لئے
(ix) سیلاب کی آگے بندھ باندھنے کے لئے
(x) ماہی گیری کی تربیت کے لئے
(xi) ثانوی سکولوں میں سائنس کی تعلیم کے لئے
(xii) کھیتوں سے مارکیٹ تک سڑکیں بنانے کے لئے
(xiii) ووکیشنل تعلیم کے لئے
(xiv) دیہاتوں میں آب نوشی کے لئے ---- وغیرہ

غور فرمائیں تو ان میں سے شاید ہی کوئی کام ہو جس کے لئے بیرونی قرضوں کی ضرورت ہو۔ سوال ہے کہ پھر حکومت یہ قرضے کیوں لیتی ہے؟ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ حکومت بھی اور قرضہ دینے والے ادارے بھی ان جیسی مدّوں میں قرض کا انتظام اس لئے کرتے ہیں کہ پہلے سے لئے ہوئے قرضوں اور ان پر سود کی ادائیگی کے لئے زرِمبادلہ میسر آ جائے۔ چنانچہ اس سے ایک لامتناہی چکر شروع ہو گیا ہے جس میں قرضے مزید قرضوں کی طرف لے جا رہے ہیں اور اب صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ جو نئے قرضے لئے جاتے ہیں ان کا ایک بڑا حصہ واپس چلا جاتا ہے اور نیا بوجھ لد جاتا ہے۔ اس کا ثبوت درج ذیل اعداد و شمار ہیں[۲۰]:

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے اشاعت کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

(ملین ڈالروں میں)

سال	نیا قرض Gross Disbursement	پہلے قرض کی ادائیگی Debt Service	در آمدی سرمایہ خالصتاً Net Transfer	در آمدی سرمایہ نئے قرض کا فیصد NetTransfer as%ofGross Disburement
1974-75ء	1135	259	876	%77
1980-81ء	1471	995	476	%32
1981-82ء	1288	1148	140	%11
1982-83ء	1541	1277	264	%17
1983-84ء	1357	1205	152	%11
1984-85ء	1360	1254	106	%8
1985-86ء	1624	1558	60	%4
1986-87ء	1511	1744	(233)	(%15)
1987-88ء	1965	7191	174	%9
1988-89ء	2773	1862	911	%33
1989-90ء	2503	1826	677	%27
1990-91ء	2244	1806	438	%20
1991-92ء	2366	1513	853	%36
1992-93ء	2241	1519	722	%32

ان اعداد سے ظاہر ہوتا ہے کہ 75-1974ء میں نئے در آمدی سرمایہ کا 77فی صدی ملک میں رہ جاتا تھا' جو کہ کم ہوتا ہوتا 87-1986ء میں منفی ہوگیا' یعنی اس سال 1511 ملین ڈالر جو نئے قرض کے لئے گئے وہ بھی اور مزید 233 ملین ڈالر پچھلے قرضوں اور سود کی ادائیگی میں صرف ہو گئے۔ یہ رجحان جاری رہتا تو صورت حال بہت ابتر ہوتی' لیکن قرض دینے والوں نے جلد ہی مریض کو تازہ خون فراہم کرنا شروع کیا تاکہ آئندہ اس میں قرض اور سود لوٹانے کی سکت باقی رہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ عالمی مالیاتی ادارے نئے قرض دینے کے لئے بہت جدوجہد کرتے ہیں۔ ان کے ہاں کاروبار کی ترقی کے محکمے (Development Departments) ہیں جن کا کام ہی یہ ہے کہ وہ ترقی پذیر ملکوں کو اس بات کا احساس دلائیں کہ وہ ضرورت مند ہیں اور انہیں قرضوں کی ضرورت ہے۔ ان کی اس تگ و دو میں علمِ معاشیات اور ماہرین معاشیات بھی بھرپور تعاون کرتے ہیں۔ اس طرح مل جل کر مزید قرضوں کے لئے ایک علمی جواز بھی پیدا کیا جاتا ہے۔

ہمارا موقف یہ ہے کہ جن مقاصد کے لئے حکومت اِس وقت قرضے لے رہی ہے ان کی بہت تفصیل سے پڑتال کی ضرورت ہے' ایک ایک ڈالر جو قرض لیا جاتا ہے اس کے بارے میں یہ سوال پوچھا جانا چاہئے کہ کیوں' ملک اس کے بغیر چل نہیں سکتا؟---- صرف انہی ضرورتوں کے لئے بیرونی قرضے لینے چاہئیں جن کے بغیر زندگی مشکل ہو۔ جب تک ہم اپنی حکمت عملی میں تبدیلی نہیں کرتے بیرونی قرضوں سے نجات نہیں مل سکتی۔

(جاری ہے)

---

[۱۴] Muhammad Faiz, "Financing Govt. Transactions in an Interest free Economy," in K. Ahmad (ed.), *Elimination of Riba from the Economy*, Islamabad: Institute of Policy Studies, 1994, Pp 166.

[۱۵] *Estimates of Foreign Asistance 1991-92*, Islamabad: Finance Division, 1991.

[۱۶] *Economic Survey Report*, 1991-92, 1992-93.